سنہ ۱۳۰۹

فی قصص عبرة لاولی الالباب

... المنتہ کہ درین زمان میمنت اقتران و
اوان سعادت توامان این کارنامہ نادر وقائع غریبہ عجیبہ

نوادر عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بالتصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد ... جلد ۱۰۰۰ ...

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایامِ غیرحاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑدوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انگرکھے اور چپکن اور سر بند لباس ہوگیا جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی۔ ان دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ انھی دنون مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا مین نذر کرکے سید صاحب کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا۔

سکھون پر جہاد کا وعظ شروع ہونا

مگر براہِ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الٰہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین اسکے بعد جب سید صاحب مُلکِ یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی مُلکِ پنجاب مین وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی مین دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر بہنگامِ اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

سید صاحب سے ایک مشکل خلجان مراقبہ وحدانیت کا رفع ہونا

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت مین مراقبہ وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھپ جاتے ہین تمکو چاہئے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہو کر سید صاحب کی تلاش مین کانپور تک گیا وہان جا کر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آپکی خدمت مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا - پس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وُہ خلجان فورًا جاتا رہا +

اسوقت تقریبًا دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو روانہ کر دیا - مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد اور ہجرت پوری کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہو گئے تھے - اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے - اِن دنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا - راہ مین بھی اِسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک مین پہونچے +

صاحب مقالاتِ طریقت لکھتے ہین کہ اِن اَیام مین آپکے علمِ لَدُنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضلِ اجل اپنے شُبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے - ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے - اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھون - آپنے باصرارِ تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو - اُسوقت بمجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاۤءُ مِنَ الْمَاۤءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہو گیا) اِن دونو حدیثون مین توفیق کسطرح ہے - سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے - اور دُوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے - پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلرُّکْنُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجرِ اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے اور وجہہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے - اور دوسری بات اُنمین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسکہ فرمایا ہے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے - اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے جو عوام کو نصیب نہین - پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مُرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مُرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے - اسی طرح پر اربابِ نسبت جب طواف مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین *

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اِس مُلک پر حاکم ہین اور دین اسلام سے کیا منکر نہین ہین گھر کے گھر مین اِنسے جہاد کرکے مُلک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار ہو جاویگا کیونکہ سینکڑون کوس سفر کرکے سکھون کے مُلک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے - سید صاحب نے جواب دیا کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزونکا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین - اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجاوینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نرہیگی - اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور تعدی نہین کرتی اور نہ اُنکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک مین علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعتِ توحید الٰہی و احیاءِ سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اِس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراوین - یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی *

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالی اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور محض تب جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا مین اور ثواب جزیل عقبی مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت و نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا مین اور عذاب شدید عقبی مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے۔ اور ایقان اسقدر اُسپر غالب آجائے کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوائے اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحر ذخار اور گرد باد ہوا مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی جو دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان مین جب مقدمہ خاندان سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلاخوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہین

ہمنے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لُب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ؛

حصۂ سوم

اب ہین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کا ذکر شروع کرتا ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے بمقام رامپور چند نو آمد ولایتون کی زبانی کئی مسلمان عورتون کو سکھون کا زبردستی کا فر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور دردایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسی قدر مسلمان آپکے ساتھ جینے مرنے کو تیار ہوگئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اُسوقت سرکار انگریزی بھی جنبیا کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت آپکے ساتھ قریب بیش بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہوگئے تھے جنہون نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہد واثق آپکے ساتھ کرلیا تھا سنہ ۱۲۴۲ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر رجانسے ولادت جامع کتاب ہذا مالیر کوٹلہ ۔ ممدوٹ ۔ بہاولپور۔ حیدرآباد سندھ ۔ شکارپور ۔ جاگن ۔ خان گڈھ ۔ درۂ ڈھاڈر ۔ درہ بولن ۔ پشین ۔ قندہار ۔ کابل پھر براہ درۂ خیبر داخل پنجاب ہوکر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے ۔ مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزار ہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کیساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگی اقوام مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئی تھی ۔ جب آپ اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس شتر پر آپ سوار ہوکر وہان پہنچے تھے ہزار ہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئین اور جب تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرک خلائق بنگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا ۔ پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک نان ملوٹ غلہ بطور رسد تقسیم ہوا ۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا سید صاحب نے جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا اخدا نے غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا ۔ بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کرکے سورہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھکر نماز پڑھی اور حضرت کی دعا مین شریک ہوے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ؂

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا ۔ اس سردار نے بمقام اکوڑہ نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکرگاہ کیا ۔ لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ؂

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبر اکسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہین ہے۔ اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت مین بھی جب تک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہون تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد مین تھوڑے ہین مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا مین جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہین جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی ÷

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کر کے سید صاحب کے لشکر مین واسطے جاسوسی اور لانے خبرون کے بھیجدیا۔ قندھاریون کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر مین تھی اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحب کے حضور مین حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی مین اُسکو بیجا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے مگر اب مین اپنی بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے مین لشکر کفار کی خبرین حضور مین لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج مین رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان** پسر **فیروز خان** میرا بھتیجا جو مدت سے مجھ سے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ مین مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ مین اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ مین ٹھہرنا خوب نہین ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریائے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کر کے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی مین جو جانب اکوڑہ ہے قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہان ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ یہا

بسبب نملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے بفضل آلہی پر بھروسا کر کے واسطے پہونچانے روزی
مومنین کے جناب باری مین دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی
آدمی نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارۂ دریا پر موجود ہے
آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے۔ آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ
نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے مین سے تھوڑا
سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر
کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا ؂

اسوقت آپکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا۔ جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین
کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ بارکتی
تھی۔ جماعت دوم مولانا محمد اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوَنس گارڈ یعنی مُقدمۃ الجیش رہتی تھی
جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ
لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی۔ جماعت چہارم اللہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ
ریئر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی۔ پانچوین جماعت کے سردار مُلّا لال محمد قندہاری تھے۔ چھٹی جماعت
کے سردار مُلّا قطب الدین ننگرہاری۔ ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی۔ آٹھوین جماعت
کے سردار جعفر خان قندہاری۔ یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین۔ ان
جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور ڈپو یعنی فاضل مُعینِ لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا
اور اور متفرق کام تھے۔ سید صاحب مع وُزراء خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے۔ خویشگی سے کوچ
کر کے لشکر نوشہرہ مین پہنچا بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ
سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے۔ اُسوقت
سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مُسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے
کھانے پینے سے فارغ ہو جاوے۔ بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مُشیرون سے مشورہ کر کے سب جماعتون
مین سے جوان اور تندرست اور چُست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کر کے ایک سریہ تیار کیا۔ اللہ بخش
جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون
کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کر آؤ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام
گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور

کرچکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کرکے شریک سریہ ہوگیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرمادیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ بار سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب نوسو (۹۰۰) کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیون سے اپنے قصور معاف کراکے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہان ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہوگی۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اس تاریک شب
مین ملکی آدمی اسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکرگاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جاکر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعۃً
سارے لشکر نے باواز بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سراسر غافل تھے آواز تکبیر نے انکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے اسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت وجرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصل جہنم کیا چنانچہ عبدالمجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے۔ چودھوین وار پر انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہون نے پھرتی کرکے مولوی احمدالدین
سے جو دو تلوارین باندھے ہوے تھے ایک تلوار لیکر اس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی انہون نے بہت سے کافرون کو مارا عبداللہ یا ہدایت اللہ مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہوچکا ہے
سات آٹھ کافرون کو تہ تیغ کیا اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان و حمید خان
شیخ ہمدانی و علی حسن و شیخ بڈھن و شیخ رمضان نے بھی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے۔ انکی آواز تکبیر سے
کافرون کو غش آجاتا تھا لشکر کفار مین بھگی پڑ گئی غازیون نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ گولہ انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کرکے اپنے خیمے سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہوگئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہوگیا۔ تب سکھون کی قواعددان پلٹنون نے جمع ہوکر چند باڑھین حملہ آورون پر ایسی باڑین کین جنسے

اکثر شجاع تلوار باز پیش رو مجاہدیون کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلجائیں مگر دوسرے تشنگان شہادت نے اُنکو للکارا اور شرم دلائی وہ اُسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیون کے مثل زخمی شیر کے پھر لوٹ پڑا اُسوقت دونو لشکرون مین دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان مین کام آیا - اس عرصہ مین صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی اُسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدیون نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور امامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب یہ سریہ مظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آپہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور مین عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعائے خیر کر کے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑکر تین کوس پیچھے ہٹکر سیدو نام ایک بستی مین جا اُترا +

اس پہلی جنگ مین حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۴۵ آدمیون کے مجروح ہوئے اور لشکر سکھون مین سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوئے - نامی شہدائے اکوڑہ کے یہ ہین - (۱) اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - (۲) شیخ باقر علی قاسم غلّہ - (۳) عبدالمجید خان جہان آبادی - (۴) شمشیر خان جمعدار مورانوی - (۵) شیخ بڈھن - (۶) شیخ رمضانی مورانوی - (۷) شیخ ہمدانی خالص پوری - (۸) علی بخش گنگوہی - (۹) غلام حیدر خان خالص پوری - (۱۰) غلام رسول خان خالص پوری - (۱۱) خدا بخش خان ممینی - (۱۲) شادل خان خیرآبادی - (۱۳) کریم بخش بڈھانوی - (۱۴) میانجی احسان اللہ بڈھانوی - (۱۵) شیخ معظم جگدیس پوری - (۱۶) دین محمد کوہستانوی سیوارٹھ - (۱۷) عباد اللہ میو - (۱۸) قاضی طیب - (۱۹) امام خان خیرآبادی - (۲۰) اولاد علی باڈھوی - (۲۱) ہمایون بیگ لکھنوی - (۲۲) امام الدین خان رامپوری - (۲۳) باز خان خالص پوری - (۲۴) سید محمد لہاروی - (۲۵) محمد کمال خورم پوری - (۲۶) ہیم خان حسین پوری بڈھانوی - (۲۷) سید عبدالرحمن سیاملی - (۲۸) شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - (۲۹) غلام نبی خان گوالیاری - (۳۰) عبدالرزاق دیوبندی - (۳۱) جواہر خان لکھنوی - (۳۲) منور خان ملیح آبادی - (۳۳) عبدالجبار مورانوی - (۳۴) حیات خان بریلوی - (۳۵) برکت اللہ بنگالی - (۳۶) سید عبدالرحمن سندھی - (۳۷) حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف مین کر لیگا +

شبخون حضرو

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ وہ کونی قواعددان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ
لاہور تک پڑگیا ۔ مسلمانون کے دل بڑھ گئے ۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین ۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے
نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانونکا شہرہ اس جنگنے تمام ملک مین پھیلا دیا ۔ ملکی سردار
جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے ۔ ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھکر روانہ کی گئی ۔ اس جنگ کے
دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا ۔
ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پرفضا مقام تھا ۔ یہی
جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +
اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین
نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے ۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا ۔ حضرو کے قریب
سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی ۔ اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی
خادے خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو
ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ
بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے ۔ سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام
اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب
فراز سے بھی واقف نہین ہین ۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو ۔ اُن لوگون نے حضرت کی
زبان مبارک سے اشارہ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو
ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے ۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون
حضرو کی تیاری شروع کی ۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندھاریون
مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہو گئے مگر حضرت
سید صاحب نے اس شرط پر قندھاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور
وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا +
جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے
پار اترکر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا ۔ جب سید صاحب نماز صبح
سے فارغ ہوے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے سید صاحب کے حضور
مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندھاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

زینت کرکے ہندوستانیون کے گلے ڈالدیتے ہین - اِن دونو سرلوین مین اگرچہ لاکھون روپیہ کا مال ولائتون
کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم نہین ہوا جو جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا - حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار
خادے خان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہو کر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابضِ مال مقابلہ کو کھڑے ہوگئے
اور کسیکی نہین سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی و ولائتون کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲؁
ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقّہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آئندہ کو انتظام جہاد اور
تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کرکے خلافت حقّہ کو جاری
کرے اور اس صورت مین سب مسلمانون پر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہو جاوے اور اُسکے حکم کی
نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے - تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور روساء نے اُنکی امامت
پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قایم ہو کر خطبہ مین آپکا نام پڑھا گیا - سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار
پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعہ خطوط آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کرلیا - اسی تاریخ کو ایک
خط مع تشریح و بیان کُل واقعات گذشتہ کے تحریر ہو کر نصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی
جب یہ خط ہندوستان مین پہنچا تو علماے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا - سرداران پشاور
کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغاباز ہین ضرور
کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے - اُسکے جواب مین سید
صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا اللہ رب العزت کے ہاتھ مین ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اُسکا ثمرہ خدا سے
پائینگے - اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور مین بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھون پر غالب
ہوگئی - آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہین کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے
سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپ کے موضع سرمائی مین قریب
نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہین آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھون سے جنگ شروع کیجئے - یہ خبر سُنکر سید صاحب نے سردار
اشرف خان اور سردار خادیخان کو مع پانسو آدمیون کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ
کو روانہ کردیا - جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے
اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھون کے جنرل کا سید صاحب کے حضور مین پہنچا جسمین بعد اظہار بڑے
لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ سکھون سے جیسیکہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہین اگر آپ آل سید

ورہیا در رہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لین جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیّت اور ارادہ اور
مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعۂ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار مذکور
ضمیمۂ کتاب ہذا مین درج ہے ÷

اِن ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقے مست رہتے تھے درختون
کے پتّون اور گھاس پات پر اُنکی گذران تھی ÷

جنگ سید و دغابازی سرداران پشاور

حضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارہ دریاء اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور
براہ دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھہ سات شاہین کو اِس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور
پر یک بیک اُنکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اول سب
کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر
آپ اجازت دین تو ہم مُلکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے اُنکو پسپا کر دین - آپ تبرّکاً چند ہندوستانی
مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تاکہ ببرکت اُنکے وجود مقدّس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو - سید صاحب نے
سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور
لشکر کنارہ دریاے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو اُنہون نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے
کر کے گولہ باری شروع کی مُلکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے اُنکو فرار
سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر اُنکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخرکار ہندوستانی
مجاہدون نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور خیک (مشک) دریا
کی منجھ دھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سر و سامان ہان
سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ÷ اس توجہ کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ کے بجانب لشکر
سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ و سرداران پشاور کے
دریائے لُنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریاے لُنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران
پشاور کے ہو گئے - اِس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز
قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سیدو کے میدان مین سکھون سے
جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب
ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان
کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعۂ نذر محمد اور

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلایا گیا۔ تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے۔ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے
علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے۔ سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہوکر آپکے سوار ہونے کے
متقاضی ہوے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے۔ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی در
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچادو
چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ مین پہنچے۔ صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے
شروع ہوئے۔ سکھون کے سنگر یعنی خاربندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سرداران سمہ پہنچگئے اُسوقت بظاہر
دُرانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون
کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین
شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا۔ سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے
نمایان تھے۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہوکر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اُنسے سرگوشی کی۔ اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر و اقوا اپنے خود فرار ہو گئے۔ جب سرداران سمہ نے دُرانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہوکر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے۔ جب سکھون کو حسب اشارہ درانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو اُنہون
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپون کا نشانہ بنالیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی کے ادھر ادھر
کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھالیا - اِس دغابازی کے سبب سے لشکر اسلام تتربتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانو مین مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے اٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اِس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اِس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو مجھ پر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی سے آخوند میر آپکو موضع تکدری مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ۔

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولائتیون کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کرڈالے کے پڑکر کسی دن کسی گاؤن مین دعوت ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر کھوکھ کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد باری تعالیٰ زائد از حد کرتے تھے - سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھکر واسطے فراخی رزق مومنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع لنڈا کئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر پہنچے مجاہدین کو تقسیم کردیا بعدہ یہان سے چلکر آپنے ملک پنجتار اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقۂ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام گوٹ گرام مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا۔ جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا۔ پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہوکر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے سید صاحب نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا۔ اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندہار کابل کا لمبا چکر کھا کر تون مین پہنچتے تھے۔ سید صاحب اسوقت تک اس دَورہ سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچ گئے چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچ گئے۔ جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور اُنکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جھپان (محافہ) بھیجا اور لب دریا تک اُنکا استقبال کرکے اُنکو لائے اور اپنے پاس ایک ہی مکان مین اُنکو اُتارا۔ اس دَورہ سیر سے فارغ ہوکر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۳ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکر گاہ) بنایا۔ اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کم فی کس ایک ایک تاملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہوکر کھالیوے۔ بروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیان بند ہوگئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے آپ لیتے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے۔ اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپیے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا۔ مجاہدین کی آپس مین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا۔ بیمارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہوچکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر و منی کی بیخکنی ہوگئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا۔ ایکروز مولوی الٰہی بخش رامپوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اُسوقت وہان تشریف لے آئے اور آنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون اُنکے ساتھ پسوائے۔ جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جاکر اور گٹھا لکڑیونکا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے۔

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

تھین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لاکر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہمکو مدد دو۔ اس عرصہ مین ایک
وکیل **حبیب اللہ خان** رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کر کے میرے بیٹے کو محصور کر لیا ہے اُسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین۔ اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا۔ مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کر کے میان محمد مقیم رام پوری کو مع ایک سو نفر نو آمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کر دیا۔ یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا۔ سردار **ہری سنگھ** نلوہ ناظم پکھلی اور چھچھ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سُنکر **پھول سنگھ** نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا۔ جب مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کر کے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی **خیر الدین** شیر کوٹی میان
محمد مقیم کے نائب مقرر کیے گئے اور شعار اس شبخون کا عبد لِمہ تجویز ہوا۔ جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمیون کے باقی رہ گئے
اور باقی سب کافور ہو گئے اور لشکر پھول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا جب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد سنگھر یعنی خار بندی ہوئی میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفارون کے
دل ہل گئے۔ پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہو کر دونو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اُسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملہ پے در پے کر کے چھ ہزار کافرون کو خار بندی سے باہر
نکال دیا۔ جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خار بندی سے باہر ہو گیا تو ملکیون نے کافرونکا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا۔ کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جا کر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگا دی جسکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لے لیکر بھاگ رہے ہین۔ دشمن قریب پہنچے کہ خار بندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی **خیر الدین** میان محمد مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھا کر فوراً خار بندی سے باہر ہو گئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا۔ اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی۔ جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

جنگ شنگاری

واپس چلا آتا تھا راہ مین انہون نے بندوقون کی آواز سُنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر ابین مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے جنگ ہو رہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سر یہ مین دو روز پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین مین سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت بہ بہانہ روند گشت ایک سکھون کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہین آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگون کی کمر بندی کرا کے ایکدو باڑھ مار کر اُنپر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ یارو جانبین کفار نے بھاگنا شروع کیا اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سُنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہین جم گئے اور پھر بار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کر دیا - جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ مین رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی اُس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہو گیا اُس حالت مین آپنے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہو گئی اور ہاتھ مین طاقت بندوق بھرنے کی بھی نرہی - اُس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کر دی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہو گیا اور مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اُس اُنگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کر لے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ بہت سے زخم لگتے ہین اور اُنمین کچھ ثواب نہین ہوتا - اِس شب مین ایک سَو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے ہاتھ سے مردار ہوئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھون کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نرہی اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اپنے

کے مظفر اور منصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے - مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک نہ پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید
احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی
صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین
چھ ہزار آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فساد عظیم برپا کرکے مع بہت سے
آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا
حال اسطرحپر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدّراہ ہونے درانیون
کے مقام کندو مین ٹھیرے ہوئے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر اُنکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میں
جلد راہ امن کی تجویز کرکے تمکو بُلا لیتا ہون - اِس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور عالمگمانہ گھاٹ
والون پر جبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے - مولوی محبوب علی صاحب جو
بڑے تیز مزاج اور خودرائے آدمی تھے دُرانیون کے سدّراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے
نشیب و فراز زمانہ کے مقام کندو سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑکر پہلے ان کلمہ گو
کافرون یعنی دُرانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو - خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت
تمام پنجتار مین پہنچگئے - لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ
ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ بافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے
روز بروز اُسکا شعلہ بڑھتا گیا - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک
نہین ہوئے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اُسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی
مانند خود سید صاحب پر اُنہون نے اعتراضات شروع کردئے - اوّل اعتراض اُنکا یہ تھا کہ سید
صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ
مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب
قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطرداری اور تواضع کے واسطے اُنکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور
صرف وہی غلہ اور بکری و مرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین
اُسمین لگتا ہے کچھ بیت المال سے اُسمین صرف نہین ہوتا - مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف
بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا
آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجائے میرے مہمانون
کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

تاکیداً فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب مذکور لاجواب ہوگئے تو انہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب مین **سید** صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لایق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اس بارگران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین - جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے در پردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کس دن تمنے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے - بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین - بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آگئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری انہون نے اسکی فریاد مولوی **محمد حسن** صاحب
رامپوری سے کی - مولوی محمد حسن صاحب نے اول **سید** صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہانکے
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو - مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ درپیش
ہے - مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کر رہے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہوجائے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور و دراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہوجاؤگے - مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر لاجواب ہوگئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہوجانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان واپس

ہو گئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانون کے لائق رکھتے ؛

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کاروبار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا دُرانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند ہو گیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ؛

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعہ جانگداز وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر در شعبان سنہ ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا۔ سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا انکا کلمہ آخری مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی بالرفیق الاعلیٰ ؛

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین تحریر ہوگا ؛

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا۔ یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور سنہ [illegible] ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ؛

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کر کے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے

جنگ اتمان زئی (?)

ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے۔ بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے دُرانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین۔ قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیون کی فوج دُرانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکر گاہ اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت دُرانیون کا دریافت کر کے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کر کے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کر دو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ
جاے اُسکا تعاقب نکرو - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ٹبری کی انائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ
ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کر کے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے
ٹبرھے - جب آپ مین دشمن کے لشکر پر پہنچ گئے اُسوقت سنتری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار
للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق کو سر
کر کے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا
اور توپون پر جا پہنچے گولہ انداز نے مہتابی روشن کر کے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر
فرمایا کہ توپ کو درانیون کے لشکر کی طرف پھیر دو اُسنے ارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی - اسکے بعد آپنے
دوسری توپ پر بھی قبضہ کر لیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کر دیا - جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی
توکالون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین
بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کئے گئے - اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی درانیون نے اپنے لشکرگاہ
سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلیے پر مورچال بنا کر پناہ پکڑی ادھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کر کے اُسمین
توپین لگادی گئین - آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل
رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی
اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی - رات کے حملے مین یا دنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی
بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا - نماز ظہر اور عصر
اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین - شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن
کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کر دیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان
رئیس اتمان زئی اور اہل خیبر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہدوپیمان کیا تھا درانیون سے ملگئے اب
سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی
جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب
کر کے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے درانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہئے اور
یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان
دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کر دو - عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس
گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار ہو جاؤ ادھر اپنے مورچال سے توپت

شب سید صاحب نے اپنی فوج براہ جلالہ واپس کرنی شروع کر دی - صرف راجہ رام ایک راجپوت ہندو جو مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیواڑہ سے جا کر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک تنہا دونو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف شب خون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ مین لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا گو وے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے اُنہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی - اِس جنگ تمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے مدت تک اُنکو شرارت سے باز رکھا +

اِس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو بجمعیت نو اڈیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیگر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرّہ ماہ شعبان ۱۲۴۴ھ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علما اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے جمع ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول ان معاہدین مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا - جا بجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروے شرع محمدی کے قاضیون کے حکم سے فیصل ہونے لگے - تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہو گیا - چوری چکاری زنا کاری اور قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ اُنہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) دینا قبول کر لیا - سردار خادی خان رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا بلکہ اجراے احکام شریعت سے اُسکو یہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی کہ اُسنے درخواست کر کے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بُلا لیا +

حسب الطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھ مع فوج کثیر کے پہلے حضرو مین پہنچا پھر خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کر کے ملک سمہ مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے - انٹورا صاحب دریاے اباسین سے

۱۲۴۵ھ [illegible]

عبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا - انٹورا صاحب کے ساتھ قریب دس پندرہ ہزار فوج اور انواب اور شاہین تھین - جب سید صاحب کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دونو پہاڑون کے بیچ مین جہانسے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور بُرج بنوائے اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے - جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیون کے چوپہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیئے گئے - ایک رات کو تلوسواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آپہنچا - سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور دھوان ہوتا تھا - جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانو اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے چلے آتے تھے - چنگیزخان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ پرانے ظالمون کی راہ کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ اور دھوان لکھی ہے - اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیزخانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار کر رکھا ہے اللّٰھم زد فزد ٭

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندہاریون کے قریب نوسو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان پڑھکر اُسکا بیان بڑی صاحت اور فصاحت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسیوقت ہزار ہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جب تک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے - اس بیعت کے بعد آپنے سر برہنہ ہوکر اپنا ضعف اور بیچارگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا - اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کرا کے مرنے پر مستعد ہوگیا - اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوے آپکے لشکر کے تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ تا آخر پارہ نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا - یہ نشان دادا ابوالحسن نصیرآبادی کے پاس رہتا تھا - اور دوسرا نشان جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورۂ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا نشان فتح اللہ تھا - اُسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا - جب لشکر کفار معہ فتح سنگھ اٹاری والا کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوا انٹورا صاحب نے دوربین سے لشکر اسلام کا جائزہ لینا شروع کیا - لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلاکر کہا کہ تو نے ازراہ فریب اور دغابازی کے ہم سے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سا وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ انٹورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُترکر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ کو دلا ندازا و افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون سے مُردار ہو گئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہاے درہ تک اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھرمار سے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب نے یہ نصرت آلٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دلپر ہیبت ایسی غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریاے اباسین سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؛

جنگ خادیخان رئیس ہنڈ

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کرکے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کے خلاف اور رؤسا اُس دیار کے اپنے ملک مین جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ کردیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلۂ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گانو جلوا دیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلۂ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسا یہ فتوٰی شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جاے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرءت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اِس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمٰعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موضوف براہ موضع بازارو گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ دارالریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے - اس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اِس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کرونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اِس لشکر مین قریب سات سو آدمیون کے تھے تقدیر آلٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

کے پہنچا - راستے مین آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہوگیا تھا - مولانا نے قریب قلعۂ
ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا اب حاجت سیڑھیون سے حملہ کرنیکی نہین ہی
اسواسطے آپنے فوراً پچیس آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیون کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ باہر ہی
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جاکر مخفی ہو جاؤ اسوقت اہل قلعہ پانی لانے اور پیشاب کے واسطے دروازہ قلعہ
کا کھولکر باہر آوینگے تم بمجرد کھلنے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے
بھرمار شروع کردینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا - پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ اول مجاہدین
کا ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا - پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کرکے مع سارے
لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے - اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے - چند دشمن جو مقابلہ
پیش آئے مارے گئے باقی افتان وخیزان خالی ہاتھ بھاگ گئے - مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست
کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور مجلس پر روانہ کیا - قرابین اور بندوقون کی باڑھ [illegible] اسکو خواب
استراحت سے جگا کر اس خدائی مار سے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی
اور تمامی ہتھیار اور قلعہ مسلمانون کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص وبیص اور اضطراب مین کوٹھے پر پھرتا ہوا
یہ منافق بھی مسلمانون کی گولی سے دارالبوار کو پہنچا - مجاہدین نے اُسکے مال ومنال اور نقد وجنس پر دست
درازی نہین کی مگر تھوڑے اونٹ اور ہتھیار وغیرہ جو سامان حرب وضرب کے وہان پائے گئے سب غازیون
کے تصرف مین آئے - مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی مُلّانون نے بطمع دنیا
بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کردیا - خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک مین مجاہدین کی مخالفت
روز بروز بڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد ورفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی - مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک دو کوس
تک بلا جماعت آدمیون کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر رؤسا
اُس ملک کے بمقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے - امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق
ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہو جاوے مین احکامات شریعت کو
قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہونگا چنانچہ اُسکی چاپلوسی اور دھوکہ مین خود سید
صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل یابی امیر خان مذکور بر
قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو پھیر

منہ فتح کرایا اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ
ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا - یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا
اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سردارون موضع ہریانہ دارالریاست امیر خان برادر خادیخان
کو بھیجدیئے - سُنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل ہونے
سے منع کرکے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے ونٹورا سا نامی جنرل پنجاب کا باوجود
موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اُسطرف مونہہ نہین کرتا - مگر یار محمد خان نے اس
نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے مین اُسنے جان و مال و آبرو سب
برباد کردی - ان دنون مین (جبکہ دُرّانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) مابین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے
چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام
پسپا ہوگئے - اسوقت تک دُرانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی پھرتیون اور بہادری کا تماشا
دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا - اس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ
اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا
اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرا کے ملک مین اپنی آمد کا
ولولہ ڈلوادیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہوگئے جو مخالف تھے وہ فوراً
درانیون سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کرکے پہاڑون
پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے - اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ
والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے - یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب
نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کرکے صرف
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب
لشکر اسلام کی مین آرمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب
ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے - مولوی مظہر علی
صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہوگیا اُنہون نے
اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جا لیا اور چند بار ٹھین بھرتی سے
مار کر بہتون کو واصل جہنم کردیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہوگئے اور
ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا *

جنگ زیدہ

۵ از تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۶ ہجری بروز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع اتواپ شاہین وغیرہ سامان حرب وضرب کے مقابل زیدہ کے پہنچگیا - ادھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے امادہ وطیار ہوگیا اور قریب تھا کہ اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنون نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے پیام بھیج بھیج کر ضایع کرادیا - جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہوگئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح ہرگز نہین کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کردینگے - یہ جواب نخوت آمیز سُنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش مین آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کے تیار کرکے شبخون مارنے کے واسطے اُنپر روانہ کردیا - اِس لشکر کی تیاری مین ایسی سرعت ہوئی کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً آگے پیچھے ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے لشکرگاہ مین پہنچے ہونگے - اِس لشکر مین چھ سَو چیدہ آدمیون کی جماعت تھی - صرف دو تین سو آدمی لکر سید سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا - مولوی صاحب شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہوکر مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھادی - ہندوستانی بندوقچیون اور قرابین چیون کی ایک جماعت علیحدہ کرکے سب سے آگے روانہ کردی ولاتیون کو سب سے پیچھے رکھا - جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوارانِ دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا - مجاہدین نے تیز قدمی کرکے دشمن کے سوارونکا تعاقب کرکے جب اُنکو گولی کی زد پر چپال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمین بہت سے سوار مردار ہوے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر مین پہونچنے پر گولہ انداز جو کنارہ لشکر پر تھے ہوشیار ہوکر اتواپ اور شاہین سے مقابل ہوے مگر مجاہدین نے جرأت اور پھرتی کرکے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے پہلے دشمن کی توپون کو چھین لیا - توپون پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر بھر مار شروع کی - پے در پے چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر مین بھگی پڑ گئی - مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازون کو پکڑ کر اُنھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہوے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی - تھوڑی دیر مین سارے لشکرگاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ ہوگیا - پلاؤ کی دیگین پکی ہوئی تیار تھین حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائین - دو تین جوان عورتین بھی یار محمد خان کے خیمہ مین پائی گئین معلوم ہوا کہ کسی گانو ملحقہ سے واسطے بدکاری کے اُنکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا - ملکی مخالفون کو توپون اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوے طرف لشکرگاہ دشمن کے مبارکباد دینے کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کرکے اُنکو ثابت کرادیا کہ میدان جنگ مجاہدین کے ہاتھ مین رہے اور دُرانی شکست کھاکر فرار ہوگئے - اس رات کو دشمنون پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجا نہین پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کے جوتے بھی ہین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف اقواب اور شاہین اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے غیرہ سامان حرب و ضرب لے لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالیٰ بجا لا کر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار اپنے ہیڈکوارٹر کو لوٹ آئے جس جس گانو مین سید صاحب گئے گانو کی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا۔ اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا امین موضع ہرمان اور دوڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے۔ سید صاحب نے پنجتار مین پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکۂ جنگ مین لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا۔ اِس وعظ کی تاثیر سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کر کے سید صاحب کے حضور مین حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدۂ شریعت سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا۔ اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے منافقون کے قلعون پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا۔ اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوے تھے۔ اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے خائف ہو کر مہاراجۂ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین طلب کیا۔ اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک اُس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ ہجری باتفاق سارے جملہ علما و رؤسا سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و اطراف پشاور کے روانہ کی گئین۔ یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ منشور ۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے از امراء سلمین منازعت داریم و نہ باکسے از رؤسا مؤمنین مخالفت - با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با متعیان اسلام - صرف با دراز مویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایاے خود را براے اداے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین بہنچے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسون کو بھی دکھلا ارادہ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بوقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاریٰ (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المؤمنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کی خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار او دو عمدہ یابو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

ان ایام مین عبد الحمید خان رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک ورپہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کرکے اپنے یہان رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنون مین حسب الطلب خان مان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اسوقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑنا پڑا تربیلا سے آگے سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوے اور وہان سے چلکر پایندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

فتح تربیلا

امیرالمؤمنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک انہین اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور
اپنی والدہ کے اِس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے
قتل کا بدلا کیون نہین لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا
قلعہ ہنڈ مین اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک
ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو
اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرادیا پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب
کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی
خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائین اور جہان چاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم ہو گا۔ جب اس عہد و پیمان کے
بعد غازی قلعہ سے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی
یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اِس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالبًا کوئی
انگلشمین تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا ✦

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی
شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فورًا قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے
پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک
مکان مین قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا
تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے اٹک پر قبضہ کر لیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ
کا معاملہ دگرگون ہو گیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغواے سرداران پشاور براہ مخالفت آغاز
کر دی تھی اِس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہو کر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر
کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پائندہ خان
حاکم امب و عشرہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہین دیا
اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پائندہ خان کو لکھا کہ بعجز تمام اُسکے
ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف
آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہو کر آئین۔ پائندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا
کہ پائندہ خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک

اسلام واسطے تادیب پایندخان کے اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کھاڑہ
مین چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کرکے بجانب آنب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت
کردی کہ اپنی طرف سے ابتداء جنگ کی نکرین اگر پایندخان مقابل ہو تو پھر سیف و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہوکر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فروسہ مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہوکر اُسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندخان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کرکے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی پر پڑھکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیداً لکھدیا کہ آپ بلاحکم ثانی پایندخان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندخان نے دستہ اسلام متعینہ آنب کو غافل پاکر خود اُن پر حملہ
کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہوگئی تھی اُسنے پایندخان کے لشکر کو آتے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہوکر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہوگیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندخان براہ گھاٹ چتربائی دریاے اباسین
عبور کرکے فرار ہوگیا - اسکے فرار ہونیکے بعد قلعۂ آنب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ آنب مین چھ
غازی شہید ہوئے - اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اسی جگہ یعنی
قلعۂ آنب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلالیا تھا - اس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہوکر جابجا قاضی اور محتسب مقرر ہوگئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جبکہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہوگئی تھی - دفتر وغیرہ سب آنب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نودس محرر تھے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رام پوری سید صاحب
کے وزیر تھے - سید صاحب کی مُہر جسپر اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کھُدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی - ان ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کرکے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

ہوکر بھر بار کا بھی کچھ موقع نہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دو اور سردار بھی شہید ہو گئے - سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکتے تھے - اِس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوے جنمین چند بار ہون مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے انکو پسپا کر دیا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکلی اور گڈھی چھپڑی کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اِس کُل لشکر کو ساتھ لیکر انب کو لوٹ گئے ؛

اندنون مین سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت احدے اُسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اِس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور مین امیر ہون سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقراء کو دعا گوئی امراکی ضرور ہے - اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے اُنکی بیخکنی کی جائیگی - اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو اُنکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ؛

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا مگر سید صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تاوقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اسلام کی کرتا رہے - اِن ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے لنڈہ کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کر دیا - مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہو کر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کئے گئے۔ یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب
مین بھیجی گئی جہان بمجرد پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بعنوان رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار
خالصہ سے مقرر ہوگیا۔ ایک مُلّا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی
دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب و حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا
صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اُسکے خیمہ مین داخل ہوئے اُسوقت اُس خیمہ
مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ
الہُدیٰ کہکر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازۂ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا
صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیرون کو پاس بٹھلادیا پھر انٹورا
صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے۔ حاجی بہادر شاہ خان صاحب
نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ
مین آپسے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ مولوی خیر الدین صاحب نے ازراہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی
کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر مین
آئے بلاتکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر
دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا
کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اُسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس
آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی
کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور زیرباری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی
اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی
بھلائی ہے۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا۔ مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل
دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت
کفار اور اُنکو مالیہ دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دوردست
مین نہین آئے۔ یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر اُنکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے
تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور ذخائر اور فوج و عساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و
جدال کا رکھتے ہین۔ مولوی صاحب نے فرمایا غالبًا آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان مین
بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید رشید اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے اُنکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹرا صاحب نے کہا البتہ مینے سُنا ہے کہ خلیفہ
صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر اُنکی تنظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض
بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین شقت اُٹھانا اور باوجود
بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہین ہے   اب آپ دل لگا کر سُنئے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کر رکھے بلکہ اُنھین ایک لُطف اور لذت دالرکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ اُنکے ادا کرنیکی اللہ
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوٰۃ تینون سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سُستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے اِن ایام مین کبھی ہیر
اور دولتمند سے بھی اسطرح پر بن نہین آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسو
سے نہین ہوسکا اُسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے
حوالے کرکے اُس سے مُنہ چُراتے ہین - اس سبب سے اُن پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب ارشاد اور اُولو العزم ہے - بعد ادائے
حج اُنھون نے چاہا کہ اس پانچوین فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسفزئی سکھون سے لڑتی بھڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُنمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش اور ترغیب و تحریص سے اِس ملک کے لوگون کو بھی شریک اِس کام کا کرلیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرلی اور اُنکو اپنا سردار بنا لیا۔ پس اسی روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیانِ باطلہ اور ذلتِ کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا کرے۔ ترقی دین اور اُسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال کہتے ہین پس اگر فتح ہوجائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب ترقی دین کی ہے اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرطِ حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ مجاہد اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہدا کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انڈرا صاحب نے کہا کہ ان سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیاداروں کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت دلا دیتا ہے اگر آپکو اِس سے انکار ہے تو آپکا دعوی تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج اور توپ رسکلہ نہتھا اُنکو محض بتائید الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انڈرا صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو تیار ہوجائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے تیار ہوجانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اسب مین ہین اور اسب کے ایکطرف دریائے اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گذار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اُس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اب ایک سخت مقام ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور مین مین بدنام ہورہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہوگا اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور تحائف کی جاری ہوجائے پہلے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے ہوجائے اُسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک پر کبھی نہ آئیگی - مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سرپند یا کلاہ یا جبہ ہوتا ہے اور اُنکی سرکار مین ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود مین تعجب نہین کہ کوئی ہتیار بھی عنایت کردین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سرپند و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا العوض میرے تحائف کے عنایت کردین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجائش ہوجاے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے کیونکہ یہ بات دور اندیشی طلب ہے اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے قبول کرلو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دور اندیش سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص قبول کرسکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ وغیرہ اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہوجاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل ہوجائیگا - ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے کے اور دو تین بار اصرار تمام مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال کی بے سود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے کا ہے پھر آپکو بطور خراج گھوڑا کسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب انکار کرامت

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو میں خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کروں اگر بوقت آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے میں خود ایک ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مو بمو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالوں کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ میں ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ایسے ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہاں کفر میں دونو برابر ہیں پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھوں مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور اسوقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ صاحب نے اپنے لاکھوں مریدوں کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا آخر اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھا کر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی ہر مذہبی امر میں ہمکو پوری آزادی دے رکھی ہے برخلاف سکھوں کے کہ اُنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے۔ مولوی صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہاں سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہیں متوقف رہے بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ نے مولوی خیرالدین صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر بوقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرینگے تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سُننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولویصاحب نے کہا کہ کے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مولوی گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولویصاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدجان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا آخر
اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھاکر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ اُنہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقرعید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نو مسلم نے مولوی خیرالدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی سے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے - آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کردیوین - اُسوقت
مولوی صاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کردیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا
کہ راہ مین جگہ جگہ مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا - جب ایک پہر رات
باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جاکر مقیم ہوا - بعد
غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہوگیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا
اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑگیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس
رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوئے کھڑا رہا - رات کو پانی
کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہوکر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون
آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہوکر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ
اُس رات کو لشکر خالصہ مین بے طرح شور و غُل ہوکر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا - انٹورا صاحب نے
لشکر کا یہ حال دیکھکر یوسف خان اجیٹن اور دوسرے افسرون کو بُلاکر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی ہے
کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلّی اور تشفی دیکر بھاگنے
سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ رہا - جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احدے سارا لشکر بڑی عجلت سے
سے پسپا ہوکر دریائے لنڈہ پہ سے براہ پُل عبور کرکے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے
سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے بنگیا تھا یہانتک
حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے لنڈہ سے عبور کرکے بلا حکم کسی افسر کے پل کو بھی توڑ ڈالا
کہ کہین غازی اس پُل کے راستے سے یورش نہ کرائین - اُسی دن مولوی خیرالدین صاحب بھی بلا حصول
جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہوکر پنجتار کو چلدیے - اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بمقام اَمب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت
سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی ہو بہو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کردی سید
صاحب نے سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے
اور اس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوئے سید صاحب نے
یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ اپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +
اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعہ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہوگئے
اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعہ مذکور پر جاکر قابض ہوگیا +

حملہ انٹورا صاحب بر پنجتار

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اُس ملک کی کنواری عورتون نے جو بعد
کنوئے ونا یعنی منگنی معاہ ایجاب و قبول ہا اور نیز اُن عورتون نے جو بلا کوئے ونا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڈھیان ہو جاتی تھین آوازہ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علما و حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جاکر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مرجاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُفت پاکر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڈھیان ہو جاتی ہین اور اکثر اُنمین تقاضا
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوسکتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضہ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑکر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا - جابجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہوگئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی مردان کے ایک شبخون ہوتی مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب تھے - انکے تابع عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعہ سے
اس شبخون کی خبر پہنچ گئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کرکے گڈھی فتح کرلی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مومن اور معین لشکر اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے مولانا محمد اسمٰعیل

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اُس ملک کی کواری عورتون نے جو بعد
کوئے ونا یعنی منگنی مدا ایجاب قبول اور نیز اُن عورتون نے جو بلا کوئے ونا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڑھیان ہو جاتی تھین آوازہ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سُنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علماء و حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرلے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر تم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دوردست مین جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مرجاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُفت پاکر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڑھیان ہو جاتی ہین اور اکثر تم مین تقاضا
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رکی ہوئی ہین بر وقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوسکتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضہ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل وجان قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑکر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا۔ جا بجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہوگئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب تھے۔ انکے نائب عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعے سے
اس شبخون کی خبر پہنچی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کرکے گڈھی فتح کرلی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مومن اور معین لشکر اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ملک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے مولانا محمد اسمٰعیل

صاحبنے دونو گڈھیون کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگزاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے

احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا - جب درانیون کا لشکر چمکنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی - سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئی پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض لے اور سید صاحب تلوار سے لون یہ یورش ایسی پرجوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان و پیر محمد خان برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو بکقلم نیست و نابود کرکے سمہ کے ملک کو بھی اُجاڑ دینگے سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آور درانیون کے کھیتون مین اُنکے نزدیک گڈھی امان زئی مین اپنی کسیقدر فوج بطور ہراول قائم کرادی - انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی انب سے روانہ ہوگئے - جب سید صاحب ستھانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارہ درانیان ادہر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور جیربائی کے چڑھائی کرکے آتا ہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعۂ انب کے کھدوادی - سکھون کی فوج نے محاذی گڈھی جیربائی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڈھی جیربائی پر گولہ باری شروع کی غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے اُنکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپا ہوگیا جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع مٹھی آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بمعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعہ انب اور جیربائی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب و مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہیئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ و رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے - گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب نے

معرکۂ امان گڑھی و جیربائی

واسطے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدہ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ اور مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہین مسلمانان کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کاروبار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر بمقابلۂ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز وناتوان بھی اللہ پر بھروسا کر کے آپکا جواب بضرب سیف وسنان دینے کو حاضر ہین اور فتح وشکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے لڑنے نہین آئے ۔ یہہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہوکر ارادہ امارت اور حکومت کا رکھتے ہو پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کر کے اِس زمین کو تمسے پاک کرین ۔ جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے چارہ نہین ہے تحریر وتقریر کی گنجایش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھوکر جنگ کی تیاری کیجیئے ۔ لیکن سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہیئے تا کہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ بدینمضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لا کر خدا کے واسطے کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے اعمال اور افعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تحریک ہجرت وجہاد اور صلح وجنگ مشمولہ اُسکی رضا کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدۂ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھ حاجت لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر وچشم آپکی خدمت مین حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۔ اور اگر کوئی امر خلاف شرع شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اُسکی تلاش کرنی چاہیئے کہ ہم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کر کے تابعدار حکم الٰہی کا ہوجانا چاہیئے ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْاِثْمُ عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى ۔ اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھ کر اُسکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس آخری نامہ کو پڑھ کر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے ۔ بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہوگئی اور دشمن کو

جنگ مہیار

جگہ کلام کی باقی نہ ہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا اور وہ منتقم حقیقی اس نخوت و تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر ناپاک سے دور ہو جائیگا اتنے میں دو سواران طلایہ نے آکر خبر دی کہ دُرانیون کا لشکر گڈھی مہیار مین داخل ہونیکا قصد کرتا ہے اسی دم لشکر اسلام مین تیاری کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہوکر بجانب مہیار روانہ ہوگیا اور یہ خبر ملی کہ اہل قلعہ مہیار کو درانی لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام وہین ٹھیر گیا دوسرے دن بعد نماز فجر کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بارادہ جنگ صف آرا ہوا ادھر سے لشکر اسلام بھی تیار ہوکر بارادہ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور ردو بار مہیار کی حفاظت کے واسطے وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام ہمہ اقسام اُس روز ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون کو شاہین کے پیچھے مقرر کرکے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے بھائیو تم دوڑنیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیزروی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُترکر پہلی صف پیادون مین شامل ہوگئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحب کے داہنے بائین قایم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا توپون پر پہنچگئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑکر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی شامل ہوگئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیون کو اپنے دانتون مین دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کوہانی شیر بچے تھے جسکا ایک ایک فیر کرکے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے بڑی پھرتی سے صف آرائی کرکے بھرمار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اور قرابینون کی باڑھ پر باڑھ مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر سید ہمین ہست سید ہمین است

ایسی سرعت سے انپر یورش کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوکر ابی بن خلف کے مقام پر پہنچے۔ درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار درّانی مارے گئے تو اُنہون نے سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپائی شروع کی اُسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور اُنہین توپون سے بھاگتے ہوے دشمنون پر گولہ باری کرکے اُنپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درّانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُنکے بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اُسدن مارے گئے۔ غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوے میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور اتواپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور خیمے وظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اُس میدان مین ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین پہنچے اور وہین شب باش ہوے تو دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیون نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اُسدن بھاگتے ہوے بہت سا اپنا اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہتی و مردان مین جاکر اُس اسباب پر بھی اپنا قبضہ کرلیا ✣

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اُسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے۔ مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانون والے جو درانیون کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور زائد از حوصلہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے۔ پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم ہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہوتا گیا ✣ سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع اکبی مین پہنچے تو بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانو مین قریب پشاور کے ٹھیرے ہوے ہین اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہین۔ بمقام کمٹ فردوسی ارباب

فیض اللہ خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور [illegible] کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبہ انصوح کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ اسکو ضرور مسلمان کر دیتے ہیں اور جبکہ میں مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں ماضیہ کا معترف اور تائب ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ تا حیات اپنے تئیں
آپکے خادموں اور غلاموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرماوینگے اسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھسے
توبہ کرا کے مجھکو اپنے خادموں میں داخل کریں اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائیں اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخشکر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیں۔ سید صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک میں آئے ہیں اور [illegible] ہیں کہ سب مسلمان اس کام میں ہمکو مدد دیں
تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے جو ہمارے اصلی دشمن ہیں جا کر مل گیا اور سکھوں
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہم سے جنگ کر کے خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلانات اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر جماعت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیار کی پہنچی
اور بتائید الہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہو کر ہم عاجزوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اسکا تعاقب کر کے یہانتک آ پہنچا ہے۔ اسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کر کے وکیل مذکور نے از
مقام پشاور کو واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے پہنچی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کر کے حضور کے خادموں
میں داخل ہو جاتا ہوں پھر ملک کا عطا کرنا نہ کرنا حضور کے اختیار میں ہے جسکو چاہیں عطا فرمائیں۔ اسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ ملک اسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کر کے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جاوے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو۔ جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اللہ خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی۔ اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلان میں جا کر فروکش ہوا اور اسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے۔ جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورات
اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہو کر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

بقرعید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے تاکید اکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزار ہا تھین
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑکر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکامات شریعت جاری ہوگئے اور محلہ
در محلہ اور مسجد در مسجد نماز کی تاکید ہوگئی - تارکان صلوٰۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر برکت
قدم سید صاحب کے یہ شہر ایسا مہذب ہوگیا جو رند اوباش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دو سو مہر کی تھالی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی غازی بالکل دل
سے راضی نہ تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سردارون کو باستثنائے سید صاحب چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوائے آمنّا و صدّقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور بعض ضعیفون سے
فرمایا کرتے تھے کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند - تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادّہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون و چرا نکرو - آخر ایک روز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کرکے اس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اسکے برے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ پھر
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین انکی بیخ کنی ہوکر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوائے اسکے مجھکو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھسے ملتجی
ہوئے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہوجائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کا نہین ہون بلکہ محض للہ فی اللہ بار گران اس عبادت جہاد کا میںنے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤساء اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو مجھ خیر خواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور انکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کر کے مثل ایک عاجز تابعدار کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور بھی اسوقت یا آیندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے انکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہونگا - اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی - اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کر کے نیابةً آپنے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزارخانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
آپنے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیا داروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور پھر اپنے اعمال و افعال ماضیہ
سے توبة النصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزارخانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا - دونو طرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اسدن اُس میدان مین حاضر ہو کر اتحاد باہم
پیدا کرین - روز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرما کر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوے - تمام شہر پشاور کے ادنیٰ اعلیٰ امیر و غریب ہندو مسلمان اس تماشائے
بے نظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دو چند ہو گئی۔ دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے کے صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے مابین اُن دونو لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے سے دور دور کھڑے رہے۔ دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کر رہے تھے۔ ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب مدارج جہاد اور اعانت مجاہدین اور قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا۔ اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے عالم کامل اور شجاع اور مُدبّر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داماد مولوی الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کر کے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقۂ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدہ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی شروع کی۔ خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عُشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت درپردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کر کے سید صاحب کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمیں لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت کا رکھتا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ تمنے جو میرے بھائی کو قتل کر دیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا: مین نے اسکا جواب بطور دفع الوقتی دیگر برادر مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل میں یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی اس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر متقاضی تھا آپنے بخوشی خود طبعی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور یہاں حاضر نہ تھے اور مین نادان ناخواندہ تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھولگئے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اُسوقت پشاور مین حاضر نہ تھے محمد عظیم آخوندزادہ آپکا اُستاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور مین موجود تھا بلکہ اُسنے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر کے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باغی کا قتل کرنا شرعًا جایز ہے مسئلہ باغیوں کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کر کے مقام ہنڈ مین سید صاحب سے لڑنے کو نہیں گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت ہو کر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین مع ہمراہیان خود خدمت مبارک مین حاضر ہو جاؤن سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان کا تحریر کرا کے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کر کے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ۔ یہ جواب ابھی راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کو جنسے بڑی سعی سے یہ صلح کرا کے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس مین بلا کر قتل کرا دیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہو کر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جا بجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کر دیا جائے۔ ایک مخلص آدمی نے جو اس مجلس مشورۂ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررۂ قتل مؤمنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر سید صاحب نے اس

* مولوی سید مظہر علی صاحب کا قتل

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہمسے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعۂ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثۂ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینۂ ملک سمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اپنی
اپنی جگہہ کو چھوڑ کر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہوگیا اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک سمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارۂ مقررۂ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی - مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنہون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلۂ عشر کے ہر گانو والے تیار ہو رہے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کو ٹین اور ان دغاباز ملکیون نے خندروس کو ٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین - اس دھوکہ مین اکثر سب غازی غافل
ہوگئے - اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خداداد اپنے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے اُنکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا - کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گائے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیر کوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے - اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیہہ بدیہہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھ کر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا
قلم اُسکی تفصیل لکھنے پر جرأت نہین کرتا - جب سید صاحب کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اُسکا کچھ اثر
آجتک مترتب نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنہون نے تمرد اور سرکشی کرکے اُن مسلمانان دیندار کو جو لبیب لباب
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کرڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی اُنسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لےلیگا - اب مین اس ملک مین نرہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا - آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی وجہ سے بوبیان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
و راحت اور فتح و شکست مین محض واسطے حصول مرضی باریتعالیٰ کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست مین جانیکا
ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھکو کہان لیجاویگا - غالباً اس سفر مین بھی
تکلیف آب و دانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمہ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے پھر ایسا
نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولاے حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے اُسکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سواے ملک عرب کے اسوقت کوئی
جگہ امن کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند و نصایح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک
آدمی اُنکو سنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تا دم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کرنی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلا ر
ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان
ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزار ہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت مین حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردان خدو
خیل جبکہ قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے
اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کسقدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا میز
تمسے بہت خوش ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی و جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ دار
ہو کر خود مجھ سے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نہ رہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر
تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالباً

بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ واری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا۔ بعد اس سرگوشی کے سید
صاحب نے مردمان خدو خیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان
کو میرا قایم مقام سمجھ کر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت
پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچاتے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا
ملک ہندوستان سے آئے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہو نے دینا۔ موسم
سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے
تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پاینده خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر بماہ رجب سنہ ۱۲۴۶
ہجری آپ براہ کنکلئی بنز ڈھیری اور سکاہل کرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوئے۔ سردار فتح خان
پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے
آپنے اُن دو توپون کو جو درانیون کے مال غنیمت سے آئی تھیں ایک محفوظ جگہ مین دفن کرا دیا اور دو
قرابین یعنی جلتہ مع دو ذرہ بکتر جامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند
خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نواکلی کو
امانتاً سپرد کر دین۔ جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم معیت عبدالقیوم صاحب اور
غازیان قلعہ امب اور عشرہ اور گڈھی حبیب اللہ بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے۔ مقام
کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہو کر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے
ملک سمہ سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے
اٹک سے عبور کر کے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع
خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون
نے قتل کر کے ہر ایک گانو مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو
پکڑ لا کر لاہور کو لیگئے۔ اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات
کر دیا بروقت حملہ و قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر و مرشد اور امام کے
ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل
ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جا کر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری
تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ
ہو چکا تم اپنے سوختہ گھرون کی جا کر مرمت کر لو۔ مورخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دنش دنش گونہ اہل سمہ ہر ایک گانوین مارے گئے اور مثل شہدائے
کربلا دنیا ہی مین اس سجید ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام بمقام
راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہوگیا اور بسبب شروع ہوجانے موسم برف باری کے وہان
مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو آپکے حرم محترم مین بمقام
راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھہ ہی چار سو مجاہدین
تیار ہوکر طرف سچون اور درہ بھوکر منگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمعیل
غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمعیل
صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جب
کبھی موقع پاکر درہ بھوکر منگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو شکست دیکر پسپا کر دیا - اس ملک
کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج
اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کرکے وہ مالیہ بخوشی خود
مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے سچون اور بھوکر منگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر
قبضہ کر لیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پشاور گیا ہوا تھا
اور مظفر آباد جو اُس ملک کا دار الریاست اور سکھون کا ہیڈ کوارٹر تھا سرداروں سے خالی تھا حسب
مشورۂ سلطان زبردست خان و راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی
خیر الدین شیر کوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہون نے
بعد مقابلہ اور مقاتلۂ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا - سکھ گڑھی مظفر آباد مین جاکر پناہ گزین
ہوئے اور ادھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کرکے مع تین چار سو غازیون کے سچون اور
بھوکر منگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڑھی
حبیب اللہ خان مین جو مابین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفر آباد
جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفر آباد سے واپس ہوچکی
تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کرکے درہ بھوکر منگ اور سچون پر جہان خود سید
صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال
عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمعیل صاحب نے گڑھی حبیب اللہ خان پر
ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

حملہ بر سکھوں در درۂ بھوکر منگ

جنگ مظفر آباد

صاحب نے بار بار ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کرلیا تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کرکے مولانا مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے۔ جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوگڑمنگ کی طرف ہوگیا تو راجہ شیر سنگھ نے اُسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کرکے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کردی۔ جب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اُسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہوکر سید صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے سے آدمی واسطے حفاظت بھوگڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے۔ آپکے حرم محترم اُسوقت راج دواری میں تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہان متعین تھے ✤

شبخون

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سُنکر ہر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور توپ اور شاہین وغیرہ منگواکر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا۔ گو راجہ شیر سنگھ کا لشکرگاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکرگاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ اُنمین سے گذر لشکر خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی اُن پہاڑون مین سے تھا مگر اُس راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اُسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کردیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسّی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا اُسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کردیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ غلطی واقع ہوئی کہ اُس کوہی راستہ پر تھوڑے سے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا ولایتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے اُسکو مطلع کردیا بلکہ اُسکے آدمیون کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلادیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اُس راستہ کی پوری خبر ملگئی تو اُسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کراکے یک بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کردیا مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کرکے اخیر کو سخت نقصان اُٹھاکر پسپا ہوگیا۔ اُسوقت سکھون نے اُس منفذ پر اپنا قبضہ کرلیا۔ بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا
کہ مسلمانون کے قبضہ سے منفذ نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اُتر آئے تھے اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مثل مور
و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور ارباب
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین
موجود تھین اُسوقت انکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا سو واسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون
طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہان سے
مقابلہ کیا جائیگا۔ سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع
سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہردار جو اُنکے ہاتھ مین رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور مین
شامین رکھوا کر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ ملا لال محمد قندہاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنیکو تعینات کئے گئے۔ اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان غربی رویہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع جماعت
بہا مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوے اور یہ تجویز پختہ ہو گئی تھی کہ جب لشکر کفار وہانکے
کھیتون اور دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہین مورچالون سے
گولیون کا مینہ برساکر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستون
سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور
خون جوش پر تھا۔ اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوا سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین۔ ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل
سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہو گئی تھین اور قریب تھا
کہ دشمن ناکامیاب ہو کر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین۔ اُسوقت سید صاحب یکا یک مسجد بالائی
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کر کے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غربی رویہ
مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

جن ساتھ نیچے والی مسجد مین پہنچے - اس مسجد زیرین مین پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدائے
غیبی بار بار طرف میدان جنگ کے بلاتی ہے - اسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات مین تھے آپکا
چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر اسپر نہین ٹھیرتی تھی - کنارۂ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے
قریب ہوگئے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگین تھین ادھر کی بندوقین بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین - دشمن کے سامنے دلدل تھے اور انکے سر پر مجاہدین کی بھر
مار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے انکو کوئی چارہ نہ تھا - ایسے
نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ورلے کنارہ پر
جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی - جب سید صاحب
مسجد زیرین سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اسوقت مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بآواز بلند یہ حکم
دیا کہ کل قرابین چی بطور باڈی گارڈ یعنی محافظان سید صاحب کے اردگرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی کہ
جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید
صاحب کنارۂ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے تھے - دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل
دیکھکر اپنی قرار سے ٹھٹک گئے اور اپنی ساری ہمت سے انہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع
کیا - اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے نشان لا کر لگا دو - شیخ موصوف نشان
لانے کو روانہ ہوئے - ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندہاریون
کی جماعت جو دامن کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اسطرف
بہت زور دیا ہے قندہاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا
کہ اسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے - اسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا
کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کر کے مراد دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اسکو
منع کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا - اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل
پر حملہ آور ہین یورش کر کے انکے قتلے قتلے کر دون - ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
اتر آئے ہین انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہو جاینگے اور پہاڑ کی
راہین تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے - اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوئے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ارادے کی کسی آدمی کو اطلاع نہ فرما کر بہ نفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل مین کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن مین دلدل سے پار ہوگئے اور تن تنہا ہزارون دشمنون کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریون کے ریوڑ (گلہ) مین شیر آکر کودتا ہے دشمنون پر آپکی تاخت سے قیامت بپا ہوگئی۔ جو مجاہدین اُسوقت کنارہ دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل مین کود پڑے اور بمشکل تمام اُس سے پار ہوکر یکے بعد دیگرے آپ سے جا کر مل گئے۔ اس دلدل مین اکثر مجاہدین کی بندوقین بھیگ کر نکمی ہوگئی تھین ایک لمحہ مین وہ ہزارون دشمن جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر بیرلے کنارے دلدل پر تھے غازیون کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ کے اوپر سے اُسوقت قریب دس ہزار بندوقون کے غازیون پر چھوٹ رہی تھین۔ غازی دشمنون کو مارتے ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیون کی بندوقین بھی ایسی نکمی ہوگئین تھین کہ پہاڑ والے دشمنون کو گولیون سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب مثل شیر اپنی جماعت مین کھڑے تھے کہ اُسوقت یک بیک آپ نظرون سے غائب ہوگئے۔ مولوی جعفر علی نقوی جو آپکا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ "جناب حضرت امیرالمومنین درمیان جماعت از نظر من غائب شدند" یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا۔ اسوقت بوجہ آپکے غائب ہوجانے کے سارے لشکر اسلام مین ہل چل پڑگئی ہر شخص اُس گولیون کی بارش مین اپنے بچاؤ کو بھول کر مثل عاشقون کے آپکی تلاش مین پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہورہی تھی کہ "حضرت کہان ہین" مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاء الدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسیوقت دشمنون کی گولیون سے شہید ہوگئے۔ غازیون نے سارا میدان جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نملا۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ بھی مردے سے بدتر ہوگیا۔ اُس حالت یاس مین لشکر اسلام اپنے سردارون سے خالی بالاکوٹ کی طرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہورہی تھی پہاڑ پر سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہان کے کھیتون اور دلدل مین صدہا آدمی شہید ہوگئے۔ اُسوقت کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ مین زندہ رہون ہمتین پست ہوگئی تھین دل ٹوٹ گئے تھے جان نڈھال ہورہی تھے۔ اسوقت دشمنون نے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اور بالاکوٹ مین پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیون کا لوٹ لیا اور گانو مین آگ لگادی۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا۔ مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہین
کہ پیچھے لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوے روبقبلہ ہو کر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب
ہو گئے۔ یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع مٹی کوٹ مین (جو ایک گوجرون کا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین
زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھا کر اپنے گانون مین
لے گئے تھے۔ اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاغان کے سفیر ہو کر گئے تھے اور مولوی عبد اللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبوبت ہو گئے۔ مولوی جعفر علی نقوی پلّہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولانداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کر کے مقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی
لاش پر دو شالے ڈلواکر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اُسکو دفن کرادیا۔ اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے
ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجا کر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت
کروایا تھا چنانچہ اُنہون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دو شالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اُسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ مین موجود ہے۔ بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھون
کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہانسے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس
آئے اُسوقت تک کل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین۔ ملکیون نے
مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن
کر کے باقی کل شہدا کی لاشون کو جمع کرا کے ایک گنج شہدا بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اسپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا۔
ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفیقون
کو دیکھا۔ اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے مگر اب بسبب

چند زمانہ کے ساتھ مبرہن ہے کہ زیادہ ہوگئی خیال غیبوبت دیکھنے والون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلا شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہوسکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہانسے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - سنا جاتا ہے کہ جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہوگیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعۂ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۸۴۹ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا * بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

چند روز کے بعد مشہور ہے کہ بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت دنیا داروں کے دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - مشہور ہے کہ جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان اجنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد و احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۲۶۵ ھ
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا - بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

چند ماہ کے بعد [illegible] بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت [illegible] لوگون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو تسلیم کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - [illegible] حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے - سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد و احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۲۶۵ ۱۸۴۹ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا ۔ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا
کرتے تھے کہ اس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے - ملک پنجاب ضرور میرے
ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت
بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اُسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے
الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس وقعہ
کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور
لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہین اور غالباً سید صاحب
کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی ÷ بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید
صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور
زبان سے آپنے کام لیا - بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ
کل مسلمان امرا اور رؤسائے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے ایسی کارروائیون
سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل
قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا ÷

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب
باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ
کامل اور اُلوالعزم سپاہی صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری
کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دلون کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے - مگر جیسے سچے یقینی فتح کے
اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات
منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس
بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت
اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا - اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت
کا کسیکو عنایت کر دینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم
معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ
بزرگ مبتلا تھا - جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اُسکے
صادق یقین نے اسکے دو برس کے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی